علاقوں میں کثرت سے آیا جایا کرتے تھے۔ آواز سریلی تھی۔ زبان پر تواضع اور خیر مقدمی کے کلمات جاری رہتے۔

راقم الحروف ملنے گیا، تو آپ ایک جان لیوا تکلیف سے کچھ افاقہ پا چکے تھے۔ پرتپاک انداز میں ملے۔ خدمت کے لیے آپ کا بیٹا حاجی عبداللہ صاحب، پوتا عبدالقادر، پوتیاں اور گھر کے دیگر افراد کمر بستہ تھے۔

راقم سطور ہذا نے اس موقع پر آپ سے چند سوالات کیے، جن کے جوابات آپ نے کمال حافظہ کے ساتھ دیے۔ حالانکہ بڑھاپا اور بیماری دونوں آپ کو ضعیفی و نقاہت کی طرف کھینچ رہے تھے؛ مگر روانی تقریر، کلام کے تسلسل، ماضی بعید کو نسلِ نو تک پہنچانے کا جذبہ غالب تھا۔ راقم سوال کرتا اور آپ مسلسل معلومات کا خزانہ بہاتے چلے جاتے۔ بندہ اور ان کے بیٹے حاجی عبداللہ سنتے سنتے تھک گئے، مگر ۱۳۲۷ھ میں پیدا ہونے والا یہ مرد درویش تھکنے کا نام نہ لیتا۔ اس دوران بارہا بندہ کو تاکید کی کہ دوبارہ آنا، میرے پاس ۲۵ علماء کی یادگار اور دیگر بہت سی قیمتی و تاریخی دستاویز ہیں، جو آپ کو دکھاؤں گا۔

بندہ نے واپسی کے لیے اجازت چاہی تو کہا ''آمد بے اختیار رفتن بے اجازت'' یعنی آنا اپنی مرضی ہے، جانا میزبان کی'' اور دوبارہ آنے کو یقینی بنانے کے لیے ایسی آیات و احادیث کا بار بار حوالہ دیا، جن میں وعدے کی پاسداری کی تلقین کی گئی ہے۔ اور کہنے لگے کہ آج کا کام کل پر مت چھوڑو۔

پہلے بھی بندہ کی فرمائش پر آپ نے کئی صفحات لکھ بھیجے تھے۔ آپ کی تحریروں، اسناد اور سرٹیفیکٹس میں مذکورہ تاریخوں اور بیان کردہ تاریخوں اور دیگر بیانات میں مطابقت دیکھ کر آپ کے حافظہ پر رشک آنے لگا۔

وفات: آپ کم و بیش تین برس بستر علالت پر رہے۔ 11 مارچ 2014ء منگل کی صبح جب بندہ ڈیوٹی پر گیا، تو حافظ عبیدالرحمٰن مدنی صاحب نے پوچھا: آپ جنازہ میں شرکت کریں گے نا؟ عرض کیا: کس کا جنازہ؟ کہا: مولانا محمد علی کوئیسی کا۔ بندہ کے منہ سے بے ساختہ ﴿إنا لله وإنا إليه راجعون﴾ نکلا۔ بعد میں پتہ چلا کہ کوئی زیادہ تکلیف نہ تھی، خوب باتیں کر رہے تھے اور صبح کی نماز بھی پڑھ چکے تھے۔

آپ اپنے گھر کے مشرق میں، سیاچن روڈ کے جنوبی طرف مرحومہ رفیقہ حیات کے پہلو میں ابدی نیند سو گئے۔ سوگواران میں تین بیٹے حاجی عبداللہ ریٹائرڈ DFO، حسین اور مولوی بشیر، کئی پوتے پوتیاں، بھتیجے و دیگر رشتہ دار چھوڑے۔

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا　　　میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

انفارمیشن ٹیکنالوجی

سوشل میڈیا خوبیاں اور خامیاں

آصف اقبال شریفی

انٹرنیٹ ہماری روزمرہ کی زندگی کا اہم حصہ بنتا جا رہا ہے۔ یہ افراد اور معاشروں کی زندگیوں کو آسان بنانے کا بھی ذریعہ ہے۔ یہ ڈیٹا (معلومات) محفوظ کرنے، پیغامات بھیجنے اور وصول کرنے، ڈیزائننگ اور زندگی کے تقریباً تمام پہلوؤں میں استعمال ہوتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے انہی ناموں میں سے ایک جانا پہچانا نام "فیس بک" سوشل نیٹ ورک ہے۔ سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کا اثر ونفوذ سال بسال بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ ایک نئی اور رنگا رنگ دنیا ہے؛ جس کے ساتھ ہی سرگرمیوں، تعلقات اور اصلاحات کے نئے سلسلے وجود میں آگئے۔ سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس ایک طرف مشترکہ دلچسپی والے افراد کو قریب لاتی ہیں، سیاست سے تجارت تک ہر شعبے میں سرگرم لوگوں کے لیے بھی یہ سائٹس ناگزیر ہوتی جا رہی ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق فیس بک استعمال کنندگان کی تعداد پچاس کروڑ سے تجاوز کر گئی ہے۔ جبکہ دنیا میں صرف تین ممالک چین، ہندوستان اور روس ایسے ہیں، جن کی آبادی ویب سائٹس کے صارفین سے زیادہ ہے۔ ان پچاس کروڑ صارفین میں سے تقریباً دو کروڑ عرب جبکہ پچیس لاکھ پچاس ہزار سے زیادہ پاکستانی ہیں۔ پوری مسلم دنیا کے تحیس چوبیس کروڑ مسلمان فیس بک استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح اس ویب سائٹس کے پچاس کروڑ صارفین میں سے تقریباً نصف تعداد مسلمان ہیں۔ جبکہ باقی آدھے صارفین دیگر مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

فیس بک اپنی مقبولیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اربوں ڈالر کے اشتہارات بک کرتا ہے، اشتہاری کمپنیاں اس سائٹ کو روزانہ وزٹ کرنے والوں کے حساب سے ادائیگی کرتی ہیں۔ بظاہر فیس بک ہر صارف کے لیے فری ہے؛ لیکن کسی ایک اشتہار پر کلک کریں تو اشتہاری کمپنیوں کی طرف فیس بک انتظامیہ کو ادائیگی ہو جاتی ہے۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ اس وقت یہودیوں کی پہنچ دنیا کے تمام بڑے اداروں معیشت، سیاست، تجارت اور میڈیا تک ہے۔ امریکہ اور یورپ میں یہودی اس طرح پنجے گاڑ چکے ہیں کہ وہاں کی حکومتیں بھی ان کے ہاتھوں کھلونا بنی ہوئی ہیں۔

انٹرنیٹ میڈیا کو بھی اسرائیل اور امریکہ ایک مہلک ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ انہی میں سے سوشل نیٹ

ورک فیس بک بھی شامل ہے، جس کے ذریعے اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد نے جاسوسی کا نیٹ ورک پھیلا رکھا ہے۔فیس بک کا بانی نوجوان دنیا کا ارب پتی یہودی ہے۔فیس بک کے ذریعے صیہونی جاسوسی کے ساتھ ساتھ لاکھوں ڈالر کما رہے ہوتے ہیں۔

عالمی سیاست میں بھی فیس بک کا نام کوئی اجنبی نہیں ہے۔دنیا کے مختلف ممالک کے سیاستدان، کھلاڑی، فنکار اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی مہم کو آگے بڑھانے کے لیے اس کا استعمال کرتے ہیں۔بہت سی اہم شخصیات اپنے نظریات کے فروغ، مداحوں سے رابطہ کے لیے فیس بک کا سہارا لیے ہوئے ہیں۔

انٹرنیٹ کے اس زبردست کردار نے مجرموں اور دہشتگردوں کی حوصلہ افزائی کی ہے، وہ اسے دہشتگردی کے آلے کے طور پر اپنے اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔انٹرنیٹ کئی طریقوں سے دہشتگردی کی سرگرمیوں کے لیے ایک آئیڈیل میدان بنتا جا رہا ہے۔انٹرنیٹ مختلف دہشت گرد تنظیموں کے مابین بہترین رابطہ ہے، جسے وہ نفرت اور تشدد کے پیغامات پھیلانے اور اپنے ہمدردوں کے ساتھ بات چیت کے لیے استعمال کرتے ہیں۔یہ بات واضح ہے کہ کسی بھی چیز کی جہاں خوبیاں ہیں، وہاں اس کی خامیاں بھی ہوتی ہیں۔انہی میں سے انٹرنیٹ بھی ہے۔یوزر کے اوپر ہے کہ وہ اسے فائدہ مند چیزوں کے لیے استعمال کرے یا نقصان دہ مقاصد کے لیے۔

آپ انٹرنیٹ کو دعوت وتبلیغ کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔کسی بھی قسم کی اسلامی معلومات حاصل کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔انٹرنیٹ سے آپ ہر قسم کے اسلامی مکتبات تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔اپنے یاروں دوستوں سے کم ریٹ پر بات چیت، ویڈیو کال، چیٹنگ کر سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ نے دنیا بھر کے لوگوں کو گلوبل پلیٹ فارم مہیا کیا۔اس کے صحیح استعمال کے ساتھ اس کا غلط استعمال بھی بڑھتا گیا۔لوگوں کے درمیان نفرتوں کو ہوا دیا جانے لگا۔کہیں اسلام کے خلاف افواہیں پھیلائی گئیں۔نبی کریم ﷺ اور قرآن پاک کے ساتھ مذاق آمیز مواد نشر کیا گیا۔نام نہاد سماجی ویب سائٹس فیس بک نے نبی کریم ﷺ کے خاکوں کے حوالے سے ایک گستاخانہ مقابلے کا بھی اہتمام کیا۔صرف یہی نہیں، ۱۱ستمبر ۲۰۱۰ء کو قرآن پاک جلانے کا دن بھی منایا گیا۔کہا جاتا ہے کہ فیس بک ایک عالمی سوشل نیٹ ورک ہے؛ لیکن ان گھناؤنی حرکتوں کے بعد فیس بک بلاشبہ ایک اسلام اور مسلم دشمن سائٹ کے طور پر سامنے آیا ہے۔جرم کی اس بین الاقوامی قسم سے نمٹنے کے لیے ذاتی، علاقائی اور ملکی سطح کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی بہت کچھ کیا جانا چاہیے۔

ان سب خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ ساتھ اگر کوئی بھی شخص فیس بک استعمال کرنا چاہے، یا کر رہا ہو، تو ان کو کچھ